سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP.10 ایس سی آر

سجاتا ادے پاٹل

بنام

ادے مدھوکر پاٹل

13 دسمبر 2006

(جی۔ پی۔ ماتھور اور اے۔ کے۔ ماتھور، جسٹسز)

ہندو شادی کا قانون، 1955۔ دفعہ 13(1)(i-a) اور (i-b)۔ بیوی کے ظلم اور ترکِ گھر کی بنیاد پر طلاق کی درخواست۔ ٹرائل کورٹ نے ججوں کی علیحدگی کا حکم دیا۔ اپیل کی عدالتیں نے طلاق کا حکم دیا اور بیوی اور بچے کے لیے گزراوقات کی رقم مقرر کی۔ شوہر نے طلاق کے حکم کے بعد دوبارہ شادی کر لی۔ اپیل میں ۔ فیصلہ: طلاق کا حکم درست طور پر دیا گیا۔ شوہر کی دوبارہ شادی کو دیکھتے ہوئے، شوہر کو طلاق کے حکم سے انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بیوی اور بیٹے کی گزراوقات کے لیے ایک مخصوص رقم آٹھ لاکھ روپے ادا کرنے کی ہدایت۔

ازدواجی قانون- ازدواجی تنازعات- کا فیصلہ- منعقد: ازدواجی تنازعات کا فیصلہ عدالتوں کے ذریعے زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے عملی انداز میں کیا جانا چاہیے۔

الفاظ اور جملے 'ظلم'۔ ازدواجی قانون کے تناظر میں اس کی نوعیت اور معنی۔

جواب دہندہ (شوہر) نے ظلم اور ترک گھر کی بنیاد پر اپیل کنندہ (بیوی) کے خلاف طلاق کا ڈگری نامہ طلب کرنے کے لیے درخواست دائر کی۔ ٹرائل کورٹ نے عدالتی علیحدگی کا ڈگری نامہ منظور کرتے ہوئے کہا

کہ جواب دہندہ طلاق کا مقدمہ بنانے کے قابل نہیں تھا۔دونوں فریقوں نے اپیل دائر کی۔اپیلٹ کورٹ نے طلاق کے ڈگری کے ذریعے شادی کو تحلیل کرنے والی جواب دہندہ کی اپیل کو منظور کرلیا۔اس نے بیوی کو 700 روپے ماہانہ اوران کے بیٹے کو 500 روپے ماہانہ مستقل بھتہ دینے کی بھی ہدایت کی۔اپیل کنندہ (بیوی) کی اپیل مسترد کر دی گئی۔بیوی کی دوسری اپیل بھی مسترد کر دی گئی۔بیوی کی طرف سے دائر دیگر کارروائیاں زیرالتوا تھیں۔لہذا موجودہ اپیل۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے:

فیصلہ.1.1: ضلعی جج اور عدالت عالیہ کے ذریعے بھی درج کیے گئے نتائج مکمل طور پر ریکارڈ پر موجود مواد سے پیدا ہوتے ہیں اور کسی بھی بنیاد پر غلط نہیں ہو سکتے۔اس لیے طلاق کا ڈگری برقرار رکھنا پڑتا ہے۔(1961-اے-بی)

1.2۔ ازدواجی تنازعات کا فیصلہ عدالتوں کو عملی انداز میں، زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔اس مقصد کے لیے متعدد عوامل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ کیا شادی کو بچایا جا سکتا ہے اور کیا میاں بیوی خوشی سے اکٹھے رہ سکتے ہیں؟ نیز گھر میں ایک مناسب ماحول فراہم کر سکتے ہیں جہاں ان کی اولاد کی بہتر پرورش ہو سکے۔یہ فیصلہ عدالت کو ہر مقدمے کے حقائق و حالات کی روشنی میں کرنا ہوتا ہے اور کوئی مقررہ معیارات یا رہنما اصول طے کرنا ممکن نہیں ہے۔"۔(A- 962،G-H-1961)

1.3۔ تحت النظر معاملے میں، یہ ایک قائم شدہ حقیقت ہے کہ جواب دہندہ نے دوبارہ شادی کی ہے اور دوسری بیوی سے اس کا بچہ ہے۔ایسے حالات میں یہاں تک کہ اگر ڈسٹرکٹ جج کی طرف سے دیا گیا طلاق کا ڈگری جسے عدالت عالیہ نے تصدیق کی ہے، خارج کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ یہاں اپیل کنندہ نے درخواست کی ہے، تو کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوگا۔اپیل کنندہ ممکنہ طور پر ایسے منظر نامے میں شوہر کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی یہ اس کے بیٹے کی پرورش کے لیے سازگار ہوگا۔(962-اے-بی)

1.4۔ جواب دہندہ کی طرف سے اپیل گزار اور اس کے بیٹے کو دیکھ بھال کے بدلے کچھ غیر منقولہ جائیدادیں دینے کے حوالے سے کی گئی پیشکش قابل عمل نہیں ہو سکتی ہے اور پیچیدگیاں پیدا کر سکتی ہے، خاص طور پر اس حقیقت کے پیش نظر کہ جواب دہندہ نے مذکورہ جائیدادوں کو مشترکہ خاندان کی جائیدادیں قرار دیا ہے اور ریکارڈ پر ایسی کوئی قابل نفاذ دستاویز نہیں ہے جس کے ذریعے والد اور دوسرے بھائیوں کی رضامندی واضح اور غیر واضح طور پر قبول کی جاسکے۔ جواب دہندہ کی طرف سے اپیل کنندہ کو آٹھ لاکھ روپے کی ایک یکمشت رقم کی ادائیگی انصاف کے مقاصد کو پورا کرے گی۔ جواب دہندہ کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپیل گزار کو اپنے اور اپنے بیٹے کے لیے دیکھ بھال کے طور پر ایک یکمشت رقم ادا کرے۔(C-D-963؛ F-H-963)

1.5۔ جواب دہندہ کی طرف سے اپیل کنندہ کو آٹھ لاکھ روپے کی پوری رقم ادا کرنے کے بعد، دفعہ 125 سی آر آئی پی سی اور دفعہ 494 آئی پی سی کے تحت قائم کردہ مقدمات کی کارروائی کالعدم ہو جائے گی اور رہنڈو کفالت اور نان نفقہ ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت کارروائی ختم ہو جائے گی۔(1964-بی-سی)

ایکٹ کے دفعہ 13 کی ذیلی دفعہ (1) مختلف شقوں سے نمٹنے کے لیے ایک آزادانہ نقطہ نظر اپنانا ہوگا اور مقننہ کے ذریعے استعمال کیے جانے والے الفاظ کو مکمل معنی دیا جانا چاہیے۔(D-E-1960)

قانون میں لفظ ''ظلم'' اور ''ظلم'' کی قسم یا ڈگری کی وضاحت نہیں کی گئی ہے جو کہ ازدواجی جرم کے مترادف ہو سکتی ہے۔

جو ظالمانہ سلوک ہے وہ بڑی حد تک حقیقت کا سوال یا قانون اور حقیقت کا مخلوط سوال ہے اور اس طرح کے معاملات میں عدالت کے سامنے پیدا ہونے والے مختلف مسائل کا کوئی کٹر جواب نہیں دیا جاسکتا۔ قانون کے پاس ایسا کوئی معیار نہیں ہے جس کے ذریعے ظالمانہ سلوک کی نوعیت اور ڈگری کی پیمائش کی جاسکے جو امتحان کو مطمئن کر سکے۔ یہ مزاج، جذبات یا تعصب کی نمائش پر مشتمل ہو سکتا ہے جس کے ذریعے ایک دوسرے کو زخمی کرنے کے ارادے کے بغیر اپنے جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں دوسرے کے خلاف براہ راست کارروائی شامل ہونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ بالواسطہ طور پر دوسرے شریک حیات کو متاثر کرنے والی

بدعملی ہو سکتی ہے حالانکہ اس کا مقصد اس شریک حیات پر نہیں ہے۔ایک شریک حیات کی شخصیت اور طرز عمل کے دوسرے کے ذہن پر پڑنے والے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے فریقین کے درمیان ہونے والے تمام واقعات اور جھگڑوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔فریقین کے حقائق اور ازدواجی تعلقات سے ظلم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ان کی روزمرہ کی زندگی میں ہونے والے تعامل کا انکشاف شواہد اور مذکورہ نکتے پر نتیجہ تمام حقائق پر غور کرنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔جہاں کسی کی طرف سے جان بوجھ کر کیے گئے طرز عمل کا ثبوت ہو،جس کا مقصد دوسرے شریک حیات کو تکلیف پہنچانا اور ان کی توہین کرنا ہو،اور اس طرح کا طرز عمل برقرار رہے،وہاں ظلم کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ظلم میں دوسرے شریک حیات کے عنصر کو چوٹ پہنچانے کا نہ تو حقیقی اور نہ ہی متوقع ارادہ۔(A-961؛E-H-960)ضروری ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 2006 کی دیوانی اپیل نمبر 5779۔

بمبئی کی عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار کے حتمی فیصلے اور حکم سے،اورنگ آباد کی بنچ نے 2003 کی دوسری اپیل نمبر 141 اور 142 میں۔

درخواست گزار کے لیے رویندر کیشوراؤ اڈسیور۔

جواب دہندہ کے لیے سنجے وی کھردے (چندن رام مورتی کے لیے)۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جسٹس جی پی میتھر۔اجازت دی گئی۔

2۔ یہ اپیلیں،خصوصی اجازت کے تحت،بمبئی عدالت عالیہ (اورنگ آباد بینچ) کے 9.3.2004 کے فیصلے اور ڈگری کے خلاف دائر کی گئی ہیں،جس میں یہاں کے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کی گئی دوسری اپیلیں مسترد کر دی گئی تھیں اور جیلگاؤں کے ضلعی جج کے 12.11.2002 کے طلاق کے ڈگری کو برقرار رکھا گیا تھا۔

3۔ اپیل کنندہ اور جواب دہندہ کی شادی 1.3.1994 پر کی گئی تھی اور ایک بیٹا چارول @چیتنیا 6.2.1995 پر شادی سے پیدا ہوا تھا۔سال 1999 میں جواب دہندہ (شوہر) نے اپیل کنندہ (بیوی) کے خلاف ہندو شادی کا قانون 1955 کی دفعہ 13(1)(i-a) اور (i-b) کے تحت طلاق کے ڈگری نامے کے لیے اس بنیاد پر درخواست دائر کی کہ اپیل کنندہ نے اس کے ساتھ ظلم کا سلوک کیا تھا اور درخواست پیش کرنے سے فوراً قبل اسے کم از کم دو سال کی مسلسل مدت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔درخواست گزار نے درخواست کو مختلف بنیادوں پر چیلنج کیا تھا۔مشترکہ دیوانی جج (سینئر ڈویژن) نے 10.12.2001 پر عدالتی علیحدگی کا ڈگری نامہ منظور کیا۔اپیل کنندہ اور جواب دہندہ دونوں نے مذکورہ ڈگری نامے کے خلاف اپیلوں کو ترجیح دی اور ضلع جج جلگاوں نے 12.11.2002 کے فیصلے اور ڈگری نامے کے ذریعے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر اپیل کو مسترد کر دیا اور جواب دہندہ کی طرف سے دائر اپیل کی منظوری دی اور طلاق کے ڈگری نامے کے ذریعے سے فریقین کی شادی کو تحلیل کر دیا۔انہوں نے مزید ہدایت کی کہ جواب دہندہ اپیل گزار کو 700 روپے ماہانہ اور بیٹے چارول چیتنیا کو 500 روپے ماہانہ مستقل بھتہ ادا کرے۔فاضل ضلع جج کے ذریعے منظور کیے گئے ڈگری خلاف اپیل گزار کی طرف سے پیش کی گئی دوسری اپیلوں کو عدالت عالیہ نے 9.3.2004 پر خارج کر دیا۔

4۔ ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ نے ظالمانہ انداز میں برتاو کیا اور شوہر کے ساتھ ہم آہنگی نہیں کی؛ کہ شوہر یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ بیوی نے اسے بغیر کسی معقول بہانے کے چھوڑ دیا اور اپیل کنندہ کے ساتھ جواب دہندہ اور اس کے والدین نے برا سلوک کیا۔ان نتائج پر ٹرائل کورٹ اس نتیجے پر پہنچی کہ جواب دہندہ طلاق کے ڈگری کا حقدار نہیں تھا بلکہ اس نے عدالتی علیحدگی کا مقدمہ بنایا تھا اور اسی کے مطابق ایک ڈگری منظور کیا گیا تھا۔معروف ضلعی جج نے ریکارڈ پر موجود زبانی اور دستاویزی شہادت پر تفصیلی بحث کے بعد فیصلہ دیا کہ بیوی نے شوہر کے ساتھ ظلم کا سلوک کیا تھا؛ کہ اس نے درخواست پیش کرنے سے فوراً قبل کم از کم دو سال تک مسلسل شوہر کو چھوڑ دیا تھا اور طلاق کے ڈگری نامے کو دینے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں تھی۔ان نتائج پر طلاق کا ڈگری نامہ جاری کیا گیا۔

5۔ دوسری اپیل میں عدالت عالیہ نے فریقین کے لئے فاضل وکیل کی طرف سے کی گئی عرضیوں اور ریکارڈ پر دستیاب مواد پر محتاط غور کرنے کے بعد درج ذیل نتائج درج کیے ہیں:-

"میرا سوچ سمجھ کر غور کرنے کے بعد، فریقین کے وکیل کی طرف سے پیش کردہ عرضیاں اور مقدمے میں درج کردہ شواہد اور درج ذیل عدالتوں کے ذریعے درج کردہ نتائج اور اس لیے تفویض کردہ وجوہات کو دیکھنے کے بعد، میری رائے ہے کہ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جہاں بیوی بغیر کسی معقول وجہ کے شوہر کو چھوڑنے کا مجرم تھی اور ترک وطن یقیناً پر ازدواجی تعلقات کو ختم کرنے کے ارادے سے تھا۔ ٹرائل کورٹ کے ساتھ ساتھ اپیلٹ کورٹ نے صحیح طور پر پایا ہے کہ بیوی ظلم کے مترادف طرزعمل کا مجرم تھی۔ یہاں جیسا کہ جواب دہندہ کے وکیل نے صحیح طور پر پیش کیا ہے، اپیل کنندہ اور اس کے والد کے خلاف درج کی گئی پولیس شکایات کی وجہ سے ظلم کا عمل مناسب اور سنگین تھا اور وہ بھی اس مدت کے دوران جب جواب دہندہ کے بھائی کی شادی طے ہو گئی تھی۔ اسی پس منظر میں بیوی نے رضا کارانہ طور پر ازدواجی گھر چھوڑ دیا اور اس کی طرف سے ترک وطن کی تصدیق اس حقیقت سے ہوئی کہ وہ دو سال سے زیادہ عرصے سے الگ رہ رہی تھی اور اس نے ہم آہنگی کے لیے ازدواجی گھر واپس آنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ بیوی شوہر کے ظالمانہ رویے کو ثابت کرنے میں ناکام رہی، لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کا گھر چھوڑنا اور علیحدگی اختیار کرنا بغیر کسی معقول وجہ کے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے برعکس، کوئی بھی اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کرسکتا کہ بیوی، شوہر کے خلاف پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کرانے کے بعد بھی، بغیر کسی پچھتاوا یا پچھتاوا کے خوشی سے ازدواجی گھر سے نکل گئی اور وہ بھی اپنا تمام سامان اپنے ساتھ لے کر اور تسلیم کیا کہ وہ دو سال کی مدت ختم ہونے کے باوجود واپس نہیں آئی اور شوہر نے طلاق کا نوٹس جاری کیا۔ لہٰذا، اپیلٹ عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ مشاہدہ کرنا درست تھا کہ شوہر کی طرف سے ظلم کی کوئی معافی نہیں تھی اور فریقین کے درمیان کوئی مفاہمت نہیں تھی اور یہ کہ شوہر اپنی غلطی کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے۔"

عدالت عالیہ کے مطابق ہولڈنگ نے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر دوسری اپیلوں کو مسترد کر دیا اور فاضل ضلعی جج کی طرف سے منظور کردہ طلاق کے ڈگری کی توثیق کی۔

6۔ ہندو شادی کا قانون، 1955 کی دفعہ 13 کی ذیلی دفعہ (1) اس کے بعد 'ایکٹ' کہا گیا ہے) ان بنیادوں کو بیان کرتی ہے جن پر طلاق کے ڈگری ذریعے شادی کو ختم کیا جاسکتا ہے۔اس ذیلی دفعہ میں کئی شقیں ہیں اور شق (i-a) کے تحت ظلم اور شق (i-b) کے تحت درخواست پیش کرنے سے فوراً پہلے کم از کم دو سال کی مسلسل مدت کے لیے ترک کرنا، طلاق کا ڈگری دینے کی بنیادیں ہیں۔ رینالڈز راجمانی بنام یونین آف انڈیا، اے آئی آر (1982) ایس سی 1261 میں اس عدالت کی طرف سے کیا گیا مندرجہ ذیل مشاہدہ، جو طلاق ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت ایک مقدمہ ہے، اس نقطہ نظر پر کافی روشنی ڈالتا ہے جو طلاق سے متعلق شق سے نمٹنے میں اپنایا جانا چاہیے:-

"تمام ازدواجی قانون سازی کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدا میں قدامت پسندانہ رویے نے ان بنیادوں کو متاثر کیا جن کی بنیاد پر علیحدگی یا طلاق دی جاسکتی تھی۔کئی دہائیوں کے دوران ایک زائد آزادخیال رویہ اپنایا گیا ہے، جو براہ راست ملوث بالغ فریقوں کی انفرادی خوشی کی ضرورت کو تسلیم کرنے سے فروغ پایا ہے۔لیکن اگرچہ طلاق کی بنیاد کو آزاد کر دیا گیا ہے، اس کے بہر حال وہ ازدواجی تعلقات کے تسلسل کے حق میں عام اصولوں سے مستثنیٰ ہیں۔ہماری رائے میں، جب کوئی قانون سازی کا التزام ان بنیادوں کی وضاحت کرتا ہے جن پر طلاق دی جاسکتی ہے تو وہ واحد شرائط ہیں جن پر عدالت کو طلاق دینے کا دائرہ اختیار حاصل ہے۔اگر قانون سازی میں پہلے سے مخصوص طور پر بیان کردہ بنیادوں کو شامل کرنے کی ضرورت ہے، تو یہ مقننہ کا کام ہے نہ کہ عدالتوں کا۔یہ ایک اور معاملہ ہے کہ جس زبان میں بنیاد شامل کی گئی ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے عدالتوں کو اس کی آزادانہ تعمیر کرنی چاہیے۔درحقیقت، ہم سمجھتے ہیں کہ عدالتوں کو اس طرح کے التزام کو مکمل معنی دینا چاہیے۔لیکن یہ وہ معنی ہونا چاہیے جو اس دفعہ کی زبان برقرار رکھنے کے قابل ہو۔"

لہذا، ایکٹ کے دفعہ 13 کی ذیلی دفعہ (1) مختلف شقوں سے نمٹنے کے لیے ایک آزادانہ نقطہ نظر اپنانا ہوگا اور مقننہ کے ذریعے استعمال کیے جانے والے الفاظ کو مکمل معنی دیا جانا چاہیے۔

7۔ قانون میں لفظ" ظلم" اور" ظلم" کی قسم یا ڈگری کی وضاحت نہیں کی گئی ہے جو کہ ازدواجی جرم کے مترادف ہو سکتی ہے۔ جو ظالمانہ سلوک ہے وہ بڑی حد تک حقیقت کا سوال یا قانون اور حقیقت کا مخلوط سوال ہے اور اس قسم کے معاملات میں عدالت کے سامنے پیدا ہونے والے مختلف مسائل کا کوئی کٹر جواب نہیں دیا جاسکتا۔ قانون میں ایف کا کوئی معیار نہیں ہے جس کے ذریعے ظالمانہ سلوک کی نوعیت اور ڈگری کی پیمائش کی جاسکے جو امتحان کو مطمئن کر سکے۔ یہ مزاج، جذبات یا تعصب کی نمائش پر مشتمل ہو سکتا ہے جس کے ذریعے ایک دوسرے کو زخمی کرنے کے ارادے کے بغیر اپنے جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں دوسرے کے خلاف براہ راست کارروائی شامل ہونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ بالواسطہ طور پر دوسرے شریک حیات کو متاثر کرنے والی بدعملی ہو سکتی ہے حالانکہ اس کا مقصد اس شریک حیات پر نہیں ہے۔ ایک شریک حیات کی شخصیت اور طرز عمل کے دوسرے کے ذہن پر پڑنے والے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے فریقین کے درمیان ہونے والے تمام واقعات اور جھگڑوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ فریقین کے حقائق اور ازدواجی تعلقات سے ظلم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ان کی روزمرہ کی زندگی میں ہونے والے تعامل کا انکشاف شواہد اور مذکورہ نکتے پر نتیجہ تمام حقائق پر غور کرنے کے بعد ہی نکالا جاسکتا ہے۔ جہاں کسی کی طرف سے جان بوجھ کر کیے گئے طرز عمل کا ثبوت ہو، جس کا مقصد دوسرے شریک حیات کو تکلیف پہنچانا اور ان کی توہین کرنا ہو، اور اس طرح کا طرز عمل برقرار رہے، وہاں ظلم کا آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دوسرے شریک حیات کو چوٹ پہنچانے کا نہ تو حقیقی اور نہ ہی فرضی ارادہ ظلم کا ایک ضروری عنصر ہے۔

8۔ ہم نے فاضل ضلعی جج اور عدالت عالیہ کے ذریعے درج کردہ نتائج پر غور سے غور کیا ہے اور ہماری رائے میں، وہ مکمل طور پر ریکارڈ پر موجود مواد سے پیدا ہوئے ہیں اور انہیں کسی بھی بنیاد پر غلط نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ اس لیے طلاق کا ڈگری برقرار رکھنا پڑتا ہے۔

9۔ مقدمے کا ایک اور پہلو ہے جس کا قانونی چارہ جوئی کے نتائج پر سنگین اثر پڑتا ہے۔ جواب دہندہ کی طرف سے دائر جوابی بیان حلفی میں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ فاضل ضلعی جج کی طرف سے 12.11.2002 پر طلاق کا ڈگری جاری ہونے کے بعد اس نے منیشا پاٹل سے 11.1.2003 پر شادی کی اور مذکورہ شادی سے ایک بیٹی سیجل ادے پاٹل پیدا ہوئی۔ اپیل کنندہ کی طرف سے دائر جوابی بیان حلفی میں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ معروف ضلعی جج کی طرف سے فیصلہ سنائے جانے کے فوراً بعد، فیصلے کی مصدقہ نقل کے لیے درخواست دی گئی

تھی اور اس کے بعد رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے جواب دہندہ کو 11.1.2003 پر نوٹس بھیجا گیا تھا کہ وہ عدالت عالیہ میں دوسری اپیل دائر کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے اور یہ نوٹس جواب دہندہ کو 14.1.2003 پر دیا گیا تھا۔ دوسری اپیلیں عدالت عالیہ میں 21.1.2003 پر دائر کی گئیں اور اس کے بعد جواب دہندہ نے منیش پاٹل سے 25.1.2003 پر شادی کی۔ یہاں یہ ذکر کیا جاسکتا ہے کہ متعلقہ وقت پر ہندو شادی کا قانون کی دفعہ 28(4) نے ایکٹ کے تحت کسی بھی کارروائی میں عدالت کی طرف سے دیے گئے تمام فرمانوں کے خلاف اپیل دائر کرنے کے لیے 30 دن کی حد فراہم کی تھی۔ اس شق میں شادی کے قوانین (ترمیم) ایکٹ 2003 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے اور اب اپیل دائر کرنے کی مدت 90 دن ہے۔ لہذا، جب جواب دہندہ نے منیشا پاٹل کے ساتھ شادی کی، تو معروف ضلعی جج کی طرف سے دیے گئے طلاق کے ڈگری نامے کے خلاف اپیل دائر کرنے کی مدت ختم ہو چکی تھی اور اپیل گزار کی طرف سے ڈگری نامے پر روک لگانے کا کوئی ڈگری حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ ہم یہاں واضح کر سکتے ہیں کہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ عدالت دوسری اپیلوں کے جواز یا بصورت دیگر کے بارے میں کسی رائے کا اظہار کر رہی ہے جو اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کے سامنے دائر کی تھی۔ تاہم، حقیقت یہ ہے کہ جواب دہندہ نے دوبارہ شادی کر لی ہے اور اس کی دوسری شادی سے ایک بچہ ہے۔

10۔ ازدواجی تنازعات کا فیصلہ عدالتوں کے ذریعے زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے عملی انداز میں کیا جانا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے، بہت سے عوامل کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے اور سب سے اہم یہ ہے کہ آیا شادی کو بچایا جاسکتا ہے اور شوہر اور بیوی خوشی سے ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور اپنے چشموں کی پرورش کے لیے گھر میں مناسب ماحول برقرار رکھ سکتے ہیں۔ یہ عدالت کو ہر مقدمے کی حقیقت اور حالات میں فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور کوئی مقررہ معیار یا رہنما خطوط بھی طے کرنا ممکن نہیں ہے۔

11۔ تحت النظر معاملے میں یہ ایک قائم شدہ حقیقت ہے کہ جواب دہندہ نے دوبارہ شادی کی ہے اور دوسری بیوی سے اس کا بچہ ہے۔ ایسے حالات میں یہاں تک کہ اگر فاضل ضلعی جج کی طرف سے طلاق کے لیے دیا گیا ڈگری، جس کی عدالت عالیہ نے توثیق کی ہے، خارج کر دیا جائے، جیسا کہ یہاں اپیل کنندہ نے درخواست کی ہے، کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اپیل کنندہ ممکنہ طور پر ایسے منظر نامے میں شوہر کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی یہ اس کے بیٹے چارول @چیتنیا کی پرورش کے لیے سازگار ہوگا۔ اسکالرڈ ڈسٹرکٹ جج نے فیصلے

میں ذکر کیا ہے کہ اس نے مفاہمت کے لیے سنجیدہ کوششیں کیں اور فریقین سے ایک خوشگوار حل پر پہنچنے کے لیے بات کی لیکن جواب دہندہ کشیدہ تعلقات کی وجہ سے اپیل کنندہ کو واپس لینے سے گریزاں تھا اور اسی دوران اپیل کنندہ، جس نے جواب دہندہ کو طلاق دینے سے انکار کر دیا تھا، اس بات پر پختہ نہیں تھا کہ آیا ان کا اتحاد خوشگوار ملاپ لائے گا۔ انہوں نے مزید ذکر کیا ہے کہ انہوں نے فریقین کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے چارول @ چیتنیا کے مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ متفقہ فیصلہ لیں لیکن وہ اس طرح کے کسی فیصلے پر پہنچنے میں ناکام رہے۔ فریقین کو کسی بندوبست پر پہنچنے کے قابل بنانے کے لیے اس عدالت میں بھی کیس کو کئی بار ملتوی کیا گیا لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

12۔ اپیل گزار نے اس عدالت میں ایک درخواست دائر کی تھی جس میں دیکھ بھال کے لیے 6,000 روپے کا دعوی کیا گیا تھا۔ جواب دہندہ کی طرف سے جواب داخل کیا گیا ہے اور اس کا پیرا گراف 4 درج ذیل ہے:-

".4 یہ پیش کیا گیا ہے کہ درخواست گزار نے اپنی درخواست میں نشاندہی کی ہے کہ جواب دہندہ کے پاس زرعی آراضی گٹ نمبر 34 ہے جس کی پیمائش 24 ہے، گٹ نمبر 380 / 2 جس کی پیمائش 96 ہے اور شیوگے، تحصیل پچورا، ضلع جلگاوں میں واقع 45 / 12.5 فٹ کا رہائشی مکان ہے۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ مذکورہ جائیدادیں مشترکہ کنبہی جائیدادیں ہیں اور وہ جواب دہندہ کی آزاد جائیدادیں نہیں ہیں۔ تاہم، باپ اور بھائی کی رضامندی سے مکمل اور حتمی بندوبست کے لیے میں مذکورہ تینوں جائیدادیں درخواست گزار اور بیٹے چارول کو دیکھ بھال کے بدلے دینے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ درخواست گزار کی طرف سے مختلف عدالتوں میں جواب دہندہ کے خلاف حاصل کردہ تمام کارروائیوں اور احکامات کو واپس لیا جائے۔"

پیرا گراف 5 کے جواب میں یہ بیان کیا گیا ہے ضلعی ڈسٹرکٹ جج نے جواب دہندہ کا اپیل کنندہ کو 700 روپے ماہانہ اور بیٹے چارول @ چیتنیہ کو 500 روپے ماہانہ دینے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 25 کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ ہندو کفالت اور نان ونفقہ ایکٹ کے تحت دائر کردہ خصوصی دیوانی دعویٰ نمبر

88 سال 2000 میں ٹرائل کورٹ نے جواب دہندہ کو مذکورہ رقم کے علاوہ بیٹے چارول@ چیتنیہ کے لیے 1,000 روپے ماہانہ بطور نان ونفقہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ، ضابطہ فوجداری کی دفعہ 125 کے تحت چلائے گئے مقدمے میں ایک پارٹ آرڈر بھی جاری کیا گیا ہے جس میں جواب دہندہ کا اپیل کنندہ کو 1,000 روپے ماہانہ اور بیٹے چارول@ چیتنیہ کو 800 روپے ماہانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے جواب دہندہ کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعہ 494 کے تحت ایک فوجداری مقدمہ بھی دائر کیا گیا ہے۔

13۔ ہماری رائے ہے کہ جواب دہندہ کی طرف سے اپیل گزار اور اس کے بیٹے چارل@ سی چیتنیا کو دیکھ بھال کے بدلے کچھ غیر منقولہ جائیدادیں دینے کے حوالے سے کی گئی پیشکش قابل عمل نہیں ہو سکتی ہے اور اس سے پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں، خاص طور پر اس حقیقت کے پیش نظر کہ جواب دہندہ نے مذکورہ جائیدادوں کو مشترکہ کنبہ جائیداد قرار دیا ہے اور ریکارڈ پر ایسی کوئی قابل نفاذ دستاویز نہیں ہے جس کے ذریعے والد اور دوسرے بھائیوں کی رضامندی واضح اور غیر واضح طور پر قبول کی جا سکے۔ لہذا ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ جواب دہندہ کو اپیل کنندہ کو ایک یکمشت رقم ادا کرنی چاہیے، جس کی سود کی آمدنی اس کی دیکھ بھال کے لیے کافی ہو سکتی ہے اور اس کے بیٹے چارول@ چیتنیا کی بھی۔ یہ ریکارڈ پر آیا ہے کہ اپیل کنندہ اپنے والد کے ساتھ رہ رہی ہے اور وہ کسی اسکول میں ٹیچر کے طور پر کام کر رہی ہے جہاں اسے ماہانہ 2,000 روپے مل رہے ہیں۔ جواب دہندہ جونیئر کے طور پر کام کر رہا ہے۔ جلگاوں شہر کے میونسپل کارپوریشن میں انجینئر۔ اگرچہ اس نے تنخواہ کا سرٹیفکیٹ پیش کیا ہے جس میں اس کی بنیادی تنخواہ 2,360 روپے ماہانہ اور مجموعی تنخواہ 8,423 روپے دکھائی گئی ہے لیکن اپیل کنندہ نے اسے اس بنیاد پر سنجیدگی سے چیلنج کیا ہے کہ جواب دہندہ نے تنخواہ کا انتخاب نہیں کیا ہے۔ درجہ جو پانچویں تنخواہ کمیشن کی سفارشات کے مطابق قابل ادائیگی ہو اور جان بوجھ کر نچلے درجے میں تنخواہ حاصل کر رہا ہو۔ تاہم ہم اس تنازع میں نہیں پڑنا چاہتے۔ ہماری رائے میں، جواب دہندہ کی طرف سے اپیل کنندہ کو آٹھ لاکھ روپے کی ایک یکمشت رقم کی ادائیگی انصاف کے مقاصد کو پورا کرے گی۔

14۔ اوپر کی گئی بحث کے پیش نظر اپیلوں کو درج ذیل شرائط میں نمٹادیا جاتا ہے:-

(i) 12.11.2002 کو فاضل ضلعی جج کے ذریعے منظور کردہ طلاق کے ڈگری کی تصدیق کی گئی ہے۔

(ii) جواب دہندہ کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپیل گزار کو اپنے اور اس کے چار لاکھ روپے ادا کرنے کے وقت اور اگلے تین ماہ میں بقایا رقم کے لیے دیکھ بھال کے طور پر آٹھ لاکھ روپے کی ایک یکمشت رقم ادا کرے اور اس طرح پوری رقم چھ ماہ کے اندر ادا کی جانی چاہیے۔

(iii) اپیل کنندہ کی طرف سے یا اس کے بیٹے کی طرف سے جواب دہندہ کے خلاف (الف) ہندو گود لینے اور دیکھ بھال ایکٹ، (ب) ضابطہ فوجداری 125 اور (ج) آئی پی سی کی دفعہ 494 کے تحت فوجداری مقدمہ کے تحت شروع کی گئی کارروائی تین ماہ کی مدت کے لیے معطل رہے گی اور اگر رقم پہلے بتائے گئے مطابق ادا کی جاتی ہے تو مزید تین ماہ کی مدت کے لیے معطل رہے گی۔

(iv) جواب دہندہ کی طرف سے اپیل کنندہ کو آٹھ لاکھ روپے کی پوری رقم ادا کرنے کے بعد، دفعہ 125 ضابطہ فوجداری اور دفعہ 494 آئی پی سی کے تحت قائم مقدمات کی کارروائی کالعدم ہو جائے گی اور ہندو گود لینے اور دیکھ بھال ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت کارروائی ختم ہو جائے گی۔

(v) اگر جواب دہندہ کی طرف سے اپیل کنندہ کو آٹھ لاکھ روپے کی رقم ادا نہیں کی جاتی ہے جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے، تو اپیل کنندہ کے لیے یہ کھلا ہوگا کہ وہ ڈگری عمل درآمد کرے اور قانون کے مطابق جواب دہندہ سے مذکورہ رقم وصول کرے۔

کے۔کے۔ٹی۔

اپیل نمٹادی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:43
I am the author of this
document